امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ294ھ) کی علمی زندگی (عصر حاضر کے تناظر میں)

Scholarly Life of Imam Muhammad bin Nasr Maroazi (Died 294 AH) In the Contemporary Context

Dr. Muhammad Wajeeh Ud Din Nouman
Assistant Professor Department of Islamic Studies and Arabic,
Gomal University Dera Ismail Khan
Email: mwnouman@gu.edu.pk
Prof. Dr Hafiz Muhammad Inam Ullah
Professor of Education, IER, University of Peshawar
Email: hafiz_inam@yahoo.com

Abstract
Imam Muhammad bin Nasr Marwozi (may Allah have mercy on him) was born in Baghdad He loved religion in his life, it is known about him that if he talked to a person in his life, he only talked about knowledge, his talk was based on knowledge, and when the knowledge conversation ended So he used to leave this assembly, he used to get some stipend from the people of Samarkand for living, but whatever was left over from necessity, he spend it on the poor and the needy. He was always generous, and his thought was that Allah loves generous people. Hafiz Ibn hajar, may Allah have mercy on him, used to say that Imam Marwozi, may Allah have mercy on him, had a strong memory. He had his place in the knowledge of hadith, Allama Dhahbi. May Allah have mercy on him, he also used to praise Imam Marozi, may Allah have mercy on him, for his strong memory. He was considered the Grand Mufti of Nishapur, when there was a problem of jurisprudence, he was always consulted about the issue. His genealogy is not mentioned in the books. His great muhaddith teachers include Ibrahim bin Mundhir, Abu Qudama Sarkhsi, Ishaq bin Rahawiya, Muhammad bin Abdullah, Muhammad bin Abdul Malik, and Rabi bin Sulaiman, may Allah mercy on them. Man can get a wider knowledge of religious facts, modern activities, and inventions and can expand the boundaries of knowledge.

Keywords: Islamic Scholar, Grand Mufti, Knowledge

تعارف

ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب شیخ الاسلام تھا ان کا اپنا نام محمد اور ان کا آبائی وطن خراسان کا مشہور شہر مرو ہے اس لئے وہ مروزی کی نسب سے مشہور تھے لیکن انہوں نے سمرقند میں رہائش اختیار کی تھی۔(1)

جن ایام میں بغداد علم کا گہوارہ بن چکا تھا انہی ایام کے 202 ہجری میں حضرت امام مروزی رحمہ اللہ کی پیدائش بغداد میں ہوئی ان کی ابتدائی تعلیم اور نشوونما نیشاپور میں ہوئی اور علم کی پیاس بُجھانے کے لئے ثمر قند آ گئے تھے۔(2)

حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی تکمیل کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا جیسے شام مصر خراسان عراق حجاز وغیرہ کے علمائے کرام سے استفادہ حاصل کیا جو علمائے کرام ان کی صحبت میں رہے ان کے ساتھ اپنی زندگی کے شب و روز گزارے، وہ اس بات کے شاہد ہیں کہ انہوں نے کبھی غیر علمی گفتگو نہیں کیں۔(3)

بلاشبہ ملت اسلامیہ اس لحاظ سے منفرد رہا ہے کہ کسی زمانے اور کسی دور میں بھی اس کے کارواں بے میر کارواں نہیں رہے ہمیشہ تواتر اور تسلسل کے ساتھ عظیم شخصیتیں منظر عام پر آتی رہیں اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی اصلاح کی کوششوں میں مصروف رہیں لیکن ان میں کچھ ایسے عظیم تر شخصیات بھی پیدا ہوئی ہیں ، جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم دین جیسی عظیم دولت سے نوازا، جو اپنی علم و عمل کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، ظاہری طور پر وہ اس دنیا کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن ان کا علم اور عمل ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے ان کے ہزاروں شاگرد علم دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔(4)

حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام سے حقیقی محبت رکھتے تھے، اُن کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے بڑی لگن و توجہ سے مروجہ علوم حاصل کئے تھے، اچھے قوت حافظہ اور بے مثل ذہانت کے مالک تھے، اس کے ساتھ ان میں انتہائی اعلیٰ درجے کی ندرت بیانی پائی جاتی تھی ان خداد صلاحیتوں کے باعث یہ بات ممکن ہو سکی کہ انہوں نے ہر میدان میں بے مثل کامیابی حاصل کیں اور دین اسلام کی خدمت کرتے رہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں علم حدیث کی محبت ڈال دی تھی، اپنے زمانے کے عظیم محدثین میں ان کا شمار ہوتا تھا اور کسی کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو اس دور میں حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا تھا۔(5)

کسی بھی شخص کی ذہنی، جسمانی، علمی، عقلی وغیرہ کا مجموعہ اس انسان کی شخصیت کہلاتا ہے۔ ایک علمی شخصیت کے پاس کچھ ایسی خصوصیات ہونی چاہئیں جو اُسے اپنے شعبے میں سبقت لے جانے اور علمی برادری میں بامعنی حصہ ڈالنے کا قابل بنائے۔ ایمانداری، اخلاقیات، اور تعلیمی سالمیت کا عہد اسی طرح خیالات کو واضح طور پر بیان کرنے، فعال طور پر سننے اور تعمیری مکالمے میں مشغول ہونے کی صلاحیت، بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنا اور مشکلات سے واپسی کی صلاحیت دوسروں سے سیکھنے اسی حدود کو تسلیم کرنے اور دوسروں کے تعاون کو تسلیم کرنے کی خواہش ایک علمی شخصیت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

حضرت امام مروزی رحمہ اللہ ہمیشہ علمی مسائل پر بحث و گفتگو کیا کرتے تھے اور غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کرتے تھے جب بھی کسی سے بات کرتے تو علمی بات کرتے اکثر ان کو علمی گفتگو میں ہی مشغول پایا گیا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کی گفتگو صرف علمیت تک ہی محدود رکھی۔(6)

علم حاصل کرنے والے لوگ ہمیشہ اپنی صلاحیتوں کو تب ہی منواتے ہیں جب وہ ایک مقام پر پہنچ جاتے ہیں علمی شخصیت ہمیشہ یہ سوچتی رہتی ہے کہ ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ تحصیل علم سے محروم ہو پھر جو لوگ علم حدیث سے محبت رکھتے ہیں وہ ذہین ہونے کے سوا اپنے ذہن کو ہمیشہ تر تازہ رکھتے ہیں علم فقہ اور علم حدیث ہمیشہ دنیاوی سوچ و فکر سے خالی ذہن میں جگہ بنا سکتی ہے۔ علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ذہن کا خالی ہونا ضروری ہے جب دنیاوی سوچ و فکر سے ذہن خالی ہو تو علم اس ذہن میں جا بستی ہے۔

آج پوری انسانیت نبی کریم ﷺ کے اس احسان عظیم کے زیر بار ہے کہ انہوں نے کتابت کو عام کرنے کے لئے قلم کے ذریعے کتابت کو عام کیا، صحابہ کرام آہستہ آہستہ سیکھتے رہے اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا در حقیقت وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔(7) دسویں صدی ہجری میں اگرچہ یہ بات واضح ہے کہ علوم کی تدوین جدید مجتہدانہ فکر و نظر ،اور ان میں وقیع اضافے کی صدی نہیں تھی، دراصل یہ خصوصیات آٹھویں صدی کے وسط تک نمایاں نظر آتی ہے جس میں علامہ ابو حیان نحوی (متوفیٰ 745 ھ)، علامہ شمس الدین الذہبی (متوفیٰ 748 ھ)، علامہ جلال الدین الحجاج المزی (متوفیٰ 742 ھ)، شیخ الاسلام تقی الدین ابن دقیق العید (متوفیٰ 702 ھ) جیسے سر آمد روزگار علماء پیدا ہوئے جنہوں نے حدیث، اصول و علم الکلام، فن رجال، اور علوم عربیہ میں گراں قدر اور بلند پایہ تصنیفات یادگار چھوڑیں۔(8)

اہل حق کے دل ان علماء کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اور یہ علماء وہ روشن مینار ہوتے ہیں جو معاشرے میں اپنی روشنی پھیلاتے ہیں اور لوگ ان سے مستفید ہوتے ہیں جو لوگ خود تو عالم ہوتے ہیں لیکن دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے تو ان علماء سے معاشرے کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا یہ حکمت کے چشمے ہیں اور شیطان ان ہی کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہے زمین پر ان علماء کی مثال آسمان کی ستاروں جیسی ہے یہی وہ لوگ ہیں اور وہ علماء ہیں جن سے لوگ سمندروں کے اندھیروں میں روشنی پاتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں میں جسے چاہے حکمت عطا کر دیتا ہے اور حکمت علم اور دین کی سمجھ ہے۔(9) دین شریعت نے علماء اسلام اور علم کے درمیان خوبصورت رشتہ قائم کر دیا اور وہ رشتہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے علم کی بہترین حوصلہ افزائی فرمائی اور علم دین کی طرف ایسا شوق دلایا گیا کہ ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ علم دین کا کوئی نہ کوئی حصہ کسی نہ کسی صورت میں حاصل کر سکے جس کے نتیجے میں ایسے علمی تصانیف اور ایسے علمی لوگ پیدا ہوئے کہ ان کی ان کی مثال رہتی دنیا تک نہیں ملے گی اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی آئی تو اس وحی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوع بشری پر علم عطا کرنے کے احسان کا ذکر کیا ہوا ہے اور اس میں قلم کو وہ عظیم وسیلہ قرار دیا گیا ہے جس سے تصنیف کی عالمگیر تحریک جاری ہوئی اور جس سے علم کی تاریخ وابستہ ہے۔(10)علم ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک فرد سے دوسری فرد اور ایک زمانے سے دوسرے زمانے تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتی رہی اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور اسی علم کی خوشبو سے جامعات کے کتب خانے اور بہت ساری علمی اداروں کی دنیا مہک رہی ہے۔(11)

حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک شافعی تھا اور اسی مسلک کے فقہ سے وابستہ تھے اکثر علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ ان کے زمانے میں شوافع میں کوئی شخص ان کا ہمسر نہیں تھا کہ ان کے پاس اتنا علم ہو جتنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا تھا۔(12)ایک انسان کا علم اور ہنر اس وقت کارآمد ہوتا ہے جب وہ عمل صالح بھی کرتا ہے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جو عمل صالح کرتا ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی علم میں برکت ڈالتا ہے اور جو مکمل عالم بنتا ہے یعنی وہ تمام علوم دینیہ پر دسترس حاصل کرلیتا ہے اسی دوران یہ انسان اس دنیا میں فائدہ مند ہوتا ہے اور اخروی زندگی بھی ان کی کامیاب رہتی ہے اور لوگ ان کے علم وعمل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔(13)

امراء حکام عوام وخواص سب ان کا بڑا احترام کرتے تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو بڑی مقبولیت سے نوازا تھا کوئی شخص ان کے پاس تشریف لے جاتے تو احتراما کھڑے ہو جاتے۔(14)اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (15)

ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بزرگان دین کی تعظیم کرے اور ان کی تعظیم کرنا ایک اچھا کام ہے کسی عالم دین کی تعظیم کرنا اور ان کا ادب واحترام کرنے سے انسان کی اپنی عزت بڑھتی ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا"بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اور اس حاملِ قرآن کی تعظیم کرنا جو قرآن میں غُلُو نہ کرے اور اس کے احکام پر عمل کرے اور عادل سلطان کی تعظیم کرنا، اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنے میں داخل ہے۔(16)

جو اہل علم تھے وہ اپنا علم دوسروں کو پہنچانے کے لیے بے چین رہتے تھے اور ہمیشہ اسی سوچ میں رہتے کہ اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک بار عسقلان میں ٹھہرے انہوں نے محسوس کیا کہ یہاں پر تو کوئی بھی ان سے کسی قسم کا مسئلہ پوچھنے نہیں آتا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دوستوں میرے لئے کسی سواری کا انتظام کرلیں میں اس شہر سے نکلنا چاہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ شہر ہے کہ جہاں پر علم بالکل مردہ ہے

یعنی مطلب یہ کہ یہاں کسی کو رجحان ہی نہیں کہ علم حاصل کیا جائے یا علم کے متعلق کوئی سوال پوچھیں، علم حاصل کرنے کا صرف یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اپنے لئے علم حاصل کرے بلکہ علم کے حاصل کرنے سے اور پھر علم کو دوسروں تک پہنچانے سے قومیں ترقی کرتی ہے جو اقوام علم سیکھتی اور سکھاتی ہے ان اقوام کی قیادت وسیادت ٹھیک رہتی ہے علم حاصل کرنے میں خود اپنی ایک لذت ہوتی ہے علم خود عمدہ اور لائق تعریف ہوتی ہے۔(17)

علمائے طبقات وتراجم نے حضرت امام مروزی رحمہ اللہ کو آئمہ مسلمین میں شمار کیا ہے اور ان کو امام الجلیل ،احد الاعلام، اور احد اعلام الامہ وغیرہ القاب سے موسوم کیا ہے(18)

عالم باعمل کا یہ کمال ہوتا ہے کہ ان کی دنیاوی زندگی بھی پر سکون ہوتی ہے اور ان کی آخرت بھی اچھی ہوتی ہے پھر جو علماء درس وتدریس سے وابستہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں زندگی کے جتنے بھی امور ہیں اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ان میں صرف فائدے کا کام یہی ہے کہ انسان اپنے علم میں اضافہ کرے اپنی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرے اپنے علم کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سے عام عوام الناس کو بھی فائدہ دے اور طلباء علوم دینیہ کو بھی فائدہ دے اور غیر ضروری چیزوں سے دور رہے انسان معاشرتی برائیوں سے دور رہتا ہے جب وہ اپنے علم کے قلمی کاموں میں مصروف رہتا ہے۔

اسمٰعیل بن قیتبہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص محمد بن یحییٰؒ سے کوئی فتویٰ لینے آتا تو بسا اوقات وہ اسے امام مروزیؒ کے پاس بھیج دیتے۔ انہوں نے بڑے بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان علماء سے اپنا علم کا لوہا منوایا ہے۔ چنانچہ اکثر مورخین نے یہ صراحت کی ہے کہ یہ شخص علم حدیث میں سمندر تھا تو فقہ میں لاثانی تھا۔(19)

انسانی زندگی اپنی حسن کھو دیتی ہے جب اس زندگی میں علمی خوبصورتی نہ ہو جس معاشرے میں عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ علمی لوگوں کی قدر و اہمیت نہ ہو تو وہ معاشرہ اپنا مقام کو دیتا ہے ایک مسلمان کی زندگی کی خوبصورتی اس وقت ہی رونما ہوتی ہے جب اس کی زندگی پر علمی اثرات ہو۔

حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ کو علمی مصروفیت سے کچھ وقت بچ جاتا تو یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے اپنی نمازیں بڑی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے اور بعض علماء کا بیان ہے کہ ان سے بہتر نماز اس وقت کسی نے ادا نہیں کی لوگ ان کی نماز کا خشوع وخضوع دیکھ کر تعجب میں چلے جاتے کہ کتنی خوبصورتی سے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کتنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوگئے ہیں ایک دفعہ نماز کے دوران ہی کسی چیز نے ڈنک مار دیا اور جسم سے خون جاری ہوا لیکن حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے حرکت نہیں کی اور ایک بے جان لکڑی کی طرح معلوم ہوئے۔(20) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں فیاضی حد درجے کی تھی یعنی بڑے سخی انسان تھے,ان کی مستقل آمدنی بارہ ہزار سالانہ تھی چار ہزار اسماعیل بن احمد امیر خراسان اور اسی

طرح ان کے بھائی اسحاق اور اہل سمرقند سے ان کو وظیفہ ملتا تھا لیکن ان کے مزاج میں بڑی فیاضی و سخاوت تھی یہ رقم محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کرلیتے تھے اور جو کچھ معمولی سا بچتا اس پر اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔(21)

زندگی کے کافی عرصہ تک ان کی اولاد نہیں ہوئی اخری عمر میں اولاد کی بہت آرزو ہوئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اولاد جیسی نعمت سے نواز دے، اللہ سے ہمیشہ دعا کرتے رہے کہ یا اللہ ایک صالح اور نیک بیٹا مجھے عطا کر دے جب ان کو ان کو بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی تو بے ساختہ منہ سے یہ الفاظ نکلے الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل و اسحق، اس بچے کا نام بھی انہوں نے اسماعیل رکھا۔(22) اللہ نے ان کو خوبصورت حلیہ سے نوازا تھا گلاب جیسا چہرہ تھا، سفید داڑھی نے ان کے چہرے کو اور پر رونق بنا دیا تھا اور یہ اپنے وقت کے حسین انسان تھے، اکثر علماء کرام ان کی حسن کا تذکرہ کرتے تھے، حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علمی کتابیں لکھی اور کچھ کتابیں اپنے وقت کی بہت قیمتی اور مفید کتابوں میں شمار ہوتی تھی۔(23)

خلاصہ کلام

ملت اسلامیہ کے فرزندوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان میں کسی ایک کے علمی احوال لکھنے کے لئے کوئی ایک مضمون ناکافی ثابت ہوتی ہے، لیکن یہ احساس باعث طمانیت ہے کہ ایک مفید اور نیک کام میں مقدور بھر حصہ لیا ہے، حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بہترین حافظے کے ساتھ علم کے خزانوں سے نوازا تھا، خوبصورت وخوب سیرت شخصیت کے مالک تھے، ان کے شاگردوں میں محمد بن منذر، محمد بن یعقوب، ابو حامد بن شرقی رحمھم اللہ وغیرہ شامل تھے، انہوں علم حدیث، اور فقہ کو اچھے طریقے سے سیکھا اور سکھایا، علم حاصل کرنے والے لوگ ہمیشہ اپنی علمیت کو حاصل کرنے کی سوچ میں ہوتے ہیں، ان کی زندگی غیر ضروری چیزوں میں نہیں گزرتی، ان کی زندگی عبادات کی علاوہ صرف تحصیل علم میں گزرتی ہے اور پھر وہ معاشرے کے وہ انمول ہیرے بن جاتے ہیں جن کو صدیوں تک یاد کیا جاتا ہے ان کی قلمی نسخے ہمیشہ کے لیے وہ قیمتی ہیرے بنتے ہیں جن سے بعد میں آنے والی نسلیں بھی فائدہ لیتی ہیں علوم دینیہ کے علماء ان کی تمام تر توجہ حصول علم پر مرکوز رہتی ہے اور ان کو دنیاوی مال و دولت، منصب، جاہ وجلال میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ یہ اپنے علم کے ذریعے اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ حضرت امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام اللیل کے نام سے بھی رسالے لکھی تھی جو شائع ہو چکی تھی، انہوں نے 294 ھجری میں سمرقند میں وفات پائی، موجودہ دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ بزرگان ملت کی زندگیوں سے زیادہ سے زیادہ رہنمائی حاصل کی جائے۔

حوالہ جات

1۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین (اول)، ص259، مکتبہ رحمانیہ، لعل سٹار پرنٹرز، لاہور، س۔ن

2۔ کیلانی، عبد السلام، حجیت وحفاظت حدیث، (غیر مطبوعہ)، ستمبر 1971ء

3۔ خطیب بغدادی، حافظ، ابو بکر بن علی، تاریخ بغداد، ج03، ص316، دار العرب الاسلامی، 2001ء

4۔ زیدی، سید نظیر، آسمانِ علم کے درخشندہ ستارے، ص07، حرا پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، 1993ء

5۔ شمسی، مولانا، محمد فضیل، ص227، مکتبہ امدادیہ، حیدر آباد، س۔ن

6۔ خطیب بغدادی، حافظ، ابو بکر بن علی، تاریخ بغداد، ج03، ص316

7۔ رب نواز، پروفیسر، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ص44، میٹرو پرنٹرز، لاہور، 2001ء

8۔ ندوی، مفکر اسلام، مولانا، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، ج04، ص34-33، مکتبہ الحسن، اردو بازار، لاہور، س۔ن

9۔ الاجری، ابو بکر، محمد بن حسین بن عبد اللہ، اخلاق العلماء، مترجم، محمد بن سلیمان، احیاء السنہ، گجرانوالہ، س۔ن

10۔ ندوی، مفکر اسلام، مولانا، ابوالحسن علی، اسلام اور علم، (طبع اول)، ص14، دار عرفات، یوپی، انڈیا، 2012ء

11۔ ایضا، ص15،

12۔ الحنبلی، ابن حماد، دار ابن کثیر، شذرات الذہب، ج02، ص217، دار ابن کثیر، لبنان، س۔ن

13۔ ندوی، مفکر اسلام، مولانا، ابوالحسن علی، اسلام اور علم، (طبع اول)، ص15،

14۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین (اول)، ص261،

15۔ القرآن، المجادلہ: 13

16۔ السجستانی، امام، سلیمان بن الاشعث ، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، ج04، ص344، الحدیث: ۴۸۴۳، دار احیاء التراث، لبنان س۔ن

17۔ ندوی، محمد حنیف، مولانا، افکار غزالی، (طبع چہارم)، ص116، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 2015ء

18۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین (اول)، ص261،

19۔ کیلانی، عبد السلام، حجیت وحفاظت حدیث، (غیر مطبوعہ)، ستمبر 1971ء

20۔ السبکی، تاج الدین، امام، طبقات الشافعیہ، ج02، ص21، دار طیبہ، مصر، س۔ن

21۔ خطیب بغدادی، حافظ، ابو بکر بن علی، تاریخ بغداد، ج03، ص316

22۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین (اول)، ص261،

23۔ ایضا، ص262